B.A. (Hons)
Part - II
paper - III

classmate
Date :
Page :

غالب کی غزل گوئی

نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا
کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا۔

دیوانِ غالب کا یہ پہلا شعر ہی خط کے مضمون کو ظاہر کرتا ہے۔ جب مضمونِ شوخیِ تحریر کا یہ عالم ہے تو ظاہر ہے کہ خط خود ایک تصویر کی شکل میں نمودار ہوگی۔ غالب کی شاعری ایک نگار خانہ ہے۔ جس میں ہر ایک کو اپنا چہرہ نظر آتا ہے۔ ان کی شاعری تہہ دار بھی ہے اور سہل بھی۔ پڑھنے والا یہ محسوس کرتا ہے کہ

۲ "میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے"۔ انھوں نے اردو غزل کو زندہ وسیع کر دیا
ختنی کل کائنات ۔ شعر ملاحظہ ہو

غمِ ہستی کا اسد کس سے ہو جز مرگ علاج
شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک

غالب کو فارسی اور اردو دونوں زبانوں پر قدرت حاصل تھی۔ انھیں اردو سے زیادہ اپنی فارسی دانی پر فخر تھا۔ انھوں نے کبھی اپنی فارسی شاعری پر ناز کرتے ہوئے اردو شاعری کو "بے رنگِ من است" کہا تو کبھی اردو شاعری کو رشکِ فارسی قرار دیا۔ ابتدا میں وہ فارسی شاعر بیدل کی پیروی کرتے تھے۔

طرزِ بیدل میں ریختہ کہنا ۔ اسد اللہ خاں قیامت ہے۔

اس نوعیت کی شاعری نے غالب کے کلام میں چیستانیت اور الجھاؤ کی کیفیت پیدا کر دی اور لوگ کہنے لگے کہ یہ اپنا کہا آپ سمجھیں یا خدا سمجھے۔ جس کے جواب میں غالب نے کہا

نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پروا ۔ نہ سہی گر مرے اشعار میں معنی نہ سہی

لیکن بعد میں ان کے قریبی احباب مولانا فضل حق خیرآبادی نے غالب کو اس مشکل

... کی دوری ...

پسندی سے باز رہنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ ان کی ... کا احساس ہوتا ہے۔

کم ہوگئی اور بالعموم ان کے کلام میں سادگی، سلاست اور روانی

چند شعر ملاحظہ ہوں:

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے ؛ آخر اس درد کی دوا کیا ہے

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے ؛ بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا ؛ آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

کوئی امید بر نہیں آتی ؛ کوئی صورت نظر نہیں آتی

موت کا ایک دن معین ہے ؛ نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

غالب کی کامیابی کا ماخذ ان کی صرف عام فہم الفاظ، تراکیب اور سیدھے سادے طرز کی شاعری نہیں بلکہ مجموعی طور پر ان کا دلکش پہلو ہے جو پڑھنے والوں کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ الفاظ کا انتخاب، مصرعوں کا در و بست، زندگی اور زمانے کے تعلق سے ان کا رویہ، انسانی جذبات و احساسات کا ادراک، ان کے اشعار کی معنویت اور تہہ داری، ان کا پیرایۂ اظہار اور انکا انداز بیاں، ان کے کلام کو وزن و وقار بھی عطا کرتا ہے اور مقبولیت اور محبوبیت بھی۔ غالب کو الفاظ کے انتخاب میں بڑا کمال حاصل تھا۔ ہر چند کہ انھوں نے کہا ہے!

ہیں اور بھی دنیا میں سخن ور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غالب کا ہے انداز بیاں اور

غالب کے کلام کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں غور و فکر کا انداز پایا جاتا ہے۔ جگہ جگہ احساس ہوتا ہے کہ وہ کچھ سوچ رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں جابجا سوال ملتے ہیں۔ وہ فلسفی نہیں مگر ان کا انداز فلسفیانہ ہے۔ مفکر نہیں مگر نظر حکیمانہ ہے۔

اسی لیے پروفیسر آل احمد سرور نے فرمایا تھا کہ "غالب نے اردو شاعری کو ذہن دیا۔

ذرا یہ انداز دیکھئے

جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود ۔ پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے؟
یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں؟ غمزہ و عشوہ و ادا کیا ہے؟

غالب کا انداز بیان ہی ہے جس نے ایک عالم کو گرویدہ کر لیا ہے ۔ ان کے اشعار کی دلکشی منفرد ہے ۔ اس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی ۔ غالب کے یہاں فکر اور موضوع کچھ اس طرح ہم آہنگ ہو جاتے ہیں کہ ان کے اسلوب میں طرح داری بھی پیدا ہو جاتی ہے اور تہہ داری بھی ۔ ان کے کلام میں ندرت خیال بھی ہے اور انداز بیان کی شگفتگی اور شستگی بھی۔

دیکھیں یہ شعر

نہ تھا کچھ تو خدا تھا، کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

کیا وہ نمرود کی خدائی تھی ۔ بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا۔

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا ۔ اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا۔

غالب نے غزل کے علاوہ اور اصناف میں بھی طبع آزمائی کی لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ غزل اور صرف غزل کے شاعر تھے ۔ بہ قول رشید احمد صدیقی !۔

"غزل اگر اردو شاعری کی آبرو ہے تو غالب اردو غزل کی آبرو ہیں"

اسی کے ساتھ یہ بات بھی اہمیت رکھتی ہے کہ غالب نے جہاں اردو شاعری کی روایت کی پابندی کی خود ان کی غزل اردو شاعری کی ایک روایت بن گئی، ایک منفرد آواز بن گئی جس کی ایک الگ پہچان ہے۔ غالب کی شاعری

آنے والے دور کی بشارت اور تذکرے کی حیثیت رکھتی ہے۔ غالب کا ہمارے دور کے شاعروں پر گہرا اثر ہے۔ ترقی پسند تحریک، اس کے بعد جدیدیت اور پھر آج کے دور کے شاعروں کے کلام کا مطالعہ کرنے سے یہ بات صاف طور پر نکھر آتی کہ غزل کے اشعار اثرِ غالب سے منفرد نہیں ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں

آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک ؎ کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن ؎ خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

غمِ ہستی کا اسدؔ کس سے ہو جز مرگ علاج ؎ شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک

ختم